اِنقلاب

فہرست

.1 یہ کتاب تقسیم کیجیے 7
.2 پرنٹ کرنے کا طریقہ 8
.3 اِنقلاب 9
.4 ضابطہ 10
.5 اِنتساب 11
.6 اساس 12
.7 جب بھی منظوم، اِک نظام کرو 13
.8 ہاتھ سے تحریر شدہ شاعری کا تحفہ 15
.9 ہم خواب کو شرمندۂ تعبیر کریں گے 16
.10 کتاب خریدیئے 18
.11 اَبر کے چاروں طرف باڑ لگا دی جائے 19
.12 کیا آپ ٹوئٹر پر موجود ہیں؟ 21
.13 حاکمِ وَقت کو سلام کرو 22
.14 ٹیکسٹ فائلیں ڈاؤن لوڈ کیجیے 24
.15 چُٹکی بھر زہر پہ بھی چُنگی لگا دی جائے 25
.16 خون میں اَشک ملاتے ہُوئے مر جاتے ہیں 27

17. اس کتاب کا مکمل متن حاصل کریں 29
18. دِل دھڑکنے پہ بھی پابندی لگا دی جائے 30
19. خود پرستوں کا بھی کچھ نقصان ہونا چاہیے 32
20. لاش پر گولی محبت سے چلا دی جائے 34
21. چوٹ کھا کر سنبھل نہیں سکتا 36
22. کارخانوں کو بچاتے ہُوئے مر جاتے ہیں 38
23. نیا ایڈیشن ڈاؤن لوڈ کریں 40
24. زِندہ ضمیروں کا، سودا نہیں ہوتا 41
25. آنکھ کی پتلی پہ بھی چوکی بنا دی جائے 43
26. عمر اَشکوں میں کٹی اَب شاد ہونا چاہیے 45
27. رَہبرانِ گرامی آئے بہت 47
28. یوں تو مُجرِم کی ہر اِک بات بھُلا دی جائے 49
29. صبر کے زَہر میں بجھایا ہُوا 51
30. اِس ملک کو گر باپ کی جاگیر کرو گے 53
31. سُورَج پہ اَشکِ عشق گرانا پڑا مجھے 55
32. حرفِ آخر 63
33. سانسوں میں بغاوت کا سُخن بول رہا ہے 64
34. ہو کُوررَنگی تو رَنگیں گُلاب جھُوٹا ہے 66

35.لال، پیلی، سبز، کالی ٹوپیاں..........68
36.زَخم کی بات نہ کر زَخم تو بھر جاتا ہے..........70
37.ہر لوحِ جبیں پر نہیں تحریر، مقدر..........72
38.آرزُوئے بہشت بھی کرتا..........74
39.شکنجے ٹُوٹ گئے، "زَخم" بدحواس ہُوئے..........76
40.غُرور بیچیں گے، نہ اِلتجا خریدیں گے..........78
41.سنگلاخ چٹانوں کی گھٹا دیکھ رَہا ہُوں..........80
42.اِنکشاف..........82
43.بند کمروں کی سیاست پہ خدا کی لعنت..........83
44.معصوم بستیوں کو سمندر نگل گیا..........85
45.عقل جس کی خدا بڑھا دے گا..........87
46.بغاوَت بھی سیاست تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا..........89
47.ہر ایک ہاتھ میں حق کا عَلم نہیں ہوتا..........91
48.چمن اُجاڑ کے قبریں سجانے والے لوگ..........93
49.منظر میں بھی منظر کے سِوا دیکھ رَہا ہُوں..........95
50.جو منظم ظلم کی تصویر ہے | کشمیر ہے..........97
51.آپ کا شکریہ..........99

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنقلاب

یہ کتاب تقسیم کیجیے

آپ اس ای بک کو بغیر کسی تبدیلی کے بلا معاوضہ تقسیم کر سکتے ہیں اور اپنے بلاگ یا ویب سائٹ پر بھی رکھ سکتے ہیں۔ دیگر کسی استعمال کے لیے info@SQais.com پر رابطہ فرمائیے۔ شکریہ

Free E-Book

You can freely distribute this E-Book unchanged for non-commercial purposes on any medium. For other usage please contact me at info@SQais.com Thanks.

پرنٹ کرنے کا طریقہ

آسانی سے پڑھنے کے لیے آپ اس کتاب کو پرنٹ بھی کر سکتے ہیں۔ اس کی ڈیزائننگ اس طرح کی گئی ہے کہ پرنٹنگ میں کم سے کم کاغذ کا ضیاع ہو۔ پرنٹ کرنے کے لیے:

1. اے فور (A4) سائز کا کاغذ استعمال کیجیے۔
2. سائیڈ سے مارجن ختم کر دیجیے۔
3. پہلے ایک صفحہ پرنٹ کر کے دیکھ لیجیے۔ اگر صحیح پرنٹ ہو جائے تو باقی بھی کر لیجیے۔ شکریہ

اِنقلاب

شہزاد قیسؔ

آن لائن اہتمام

اُردو پبلک لائبریری

www.UrduPublicLibrary.com

ضابطہ

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں

نام کتاب	اِنقلاب
شاعر	شہزاد قیسؔ
نظر ثانی	خانم شب زیدی
ناشر	یاسر جواد
پرنٹر	ڈیلٹا فوکس پرنٹرز، لاہور
ڈیزائنر	ریاض رحمان
اولین اشاعت	جولائی 2016ء
موجودہ اشاعت	بدھ، 23اگست، 2017
قیمت	350/-رُوپے
صفحات	99

اِنتساب

قابیل آباد کے مظلوم ظالموں کے نام

اساس

قتل سے بھائی کے شروع جو ہو
ایسی دُنیا سے کیا توقع کریں

جب بھی منظوم، اِک نظام کرو

جب بھی منظوم، اِک نظام کرو
بوڑھی سوچوں کا اِنہدام کرو

وَقت، ساکن دِکھائی دے گا تمہیں
وَقت کی آنکھ میں قیام کرو

آدمی پن نے خودکشی کر لی
خون رونے کا اِہتمام کرو

بادشاہت کو آئینی کر کے
اِس ڈَرامے کا اِختتام کرو

تختِ شاہی کی شرط ہوتی کاش!
ایک شب قبر میں قیام کرو

چُوڑیاں رِہ گئیں بہت پیچھے
اَب تو گھنگھرو کا اِنتظام کرو

ذِہن دَر ذِہن دیپ جل اُٹھیں
قیس ؔ کی شاعری کو عام کرو

ہاتھ سے تحریر شدہ شاعری کا تحفہ

ہر ماہ محدود تعداد میں اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی شاعری یا کتاب دوستوں کی خدمت میں قرعہ اندازی کے ذریعے پیش کی جاتی ہے۔ اگر آپ یہ تحفہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس ای میل پر رابطہ کیجیے

Gift@SQais.com

ہم خواب کو شرمندۂ تعبیر کریں گے

ہم خواب کو شرمندۂ تعبیر کریں گے
اور اِس کے لیے قلب کی تطہیر کریں گے

تم دیکھنا اِک دِن یہ فلک بوس عمارات
کردار کے بَل بوتے پہ تسخیر کریں گے

حق بات پہ کر دو گے جو پابندِ سَلاسِل
زَنجیر کی جھنکار سے تقریر کریں گے

دَستار کو ہاتھوں سے سنبھالیں گے یہ واعظ !
جب اِہلِ جُنوں، عشق کی تفسیر کریں گے

ہر شخص پھر اِحرام کی جرأت نہ کرے گا
ہم شیش محَل، کعبے میں تعمیر کریں گے

ناکامی کا اِمکان بھی ممکن نہ رہے گا
تقدیر سے مل کر کوئی تدبیر کریں گے

نفرت کی نُمائش ہے شہنشاہی وَطیرہ
ہم قیسؔ کے دیوان کی تشہیر کریں گے

کتاب خریدیئے

آپ میری کتاب لیلیٰ خریدنے کے لیے علم و عرفان پبلشرز۔ 40 الحمد مارکیٹ اردو بازار، لاہور تشریف لایئے یا گھر بیٹھے کیش آن ڈیلیوری کے لیے فون آرڈر کریں۔ قیمت 300 روپے بمعہ ڈاک خرچ۔ 144 صفحات۔ 330 گرام

Phone : 0092-42-37232336, 37352332

نوٹ: کچھ آٹو گرافڈ کاپیاں بھی موجود ہیں مگر ان کے لیے جلد آرڈر کیجیے

Buy my book "Laila" Visit Ilm-o-Irfan Publishers, 40-Alhamd Market Urdu Bazaar Lahore - Pakistan, 54000 or Order it on phone for home delivery. 144 Pages, 330 Grams, Price 300 Rs. (Including Postal Expenses(
Phone : 0092-42-37232336, 37352332
Note: For autographed copies order quickly

آنکھ بند کر کے لیجیے وہ کتاب
قیسؔ کا جس پہ نام ہے صاحب

اَبر کے چاروں طرف باڑ لگا دی جائے

(قابیل آباد کی وَفاقی وِزارتِ خزانہ)

اَبر کے چاروں طرف باڑ لگا دی جائے
مفت بارِش میں نہانے پہ سزا دی جائے

سانس لینے کا بھی تاوان کیا جائے وُصول
سبسڈی دُھوپ پہ کچھ اور گھٹا دی جائے

قہقہہ جو بھی لگائے اُسے بِل بھیجیں گے
پیار سے دیکھنے پہ پرچی تھما دی جائے

یہ اگر پیشہ ہے تو اِس میں رِعایت کیوں ہو
بھیک لینے پہ بھی اَب چُنگی لگا دی جائے

تتلیوں کا جو تعاقب کرے ، چالان بھرے
زُلف میں پھول سجانے پہ سزا دی جائے

حاکمِ وَقت سے قزاقوں نے سیکھا ہو گا
باج نہ ملتا ہو تو گولی چلا دی جائے

کچی مِٹّی کی مہک مفت طلب کرتا ہے
قیسؔ کو دَشت کی تصویر دِکھا دی جائے

کیا آپ ٹوئٹر پر موجود ہیں؟

میرا ٹوئٹر اکاؤنٹ بہت زیادہ ایکٹو ہے۔ روزانہ تازہ اشعار کے ساتھ ساتھ مکمل غزلیات بطور الگ الگ اشعار ٹوئٹر پر شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اگر آپ ٹوئٹر پر موجود ہیں تو میرے اس ٹوئٹر ہینڈل سے منسلک ہو سکتے ہیں۔

Twitter.com/ShahzadQais

حاکمِ وَقت کو سلام کرو

حاکمِ وَقت کو سلام کرو
آنکھ بند کر کے قتلِ عام کرو

پاک پانی سے دُھو کے سُرخ چھُری
مطمئن ہو کے رام رام کرو

چُن دو دیوار میں دَھڑکتا دِل
عشق کی پوری روک تھام کرو

چھین لو ، ٹھیک سوچنے کا فن
پھر بھلے بونوں کو اِمام کرو

علم ، دانش ، کمال جوتی پر
صرف غنڈوں کا اِحترام کرو

نیند میں چل رہے ہیں ویسے بھی
دائروں میں اِنہیں غلام کرو

آج کل اِنقلابی لگتا ہے
قیس ؔ کو دُور سے سلام کرو

ٹیکسٹ فائلیں ڈاؤن لوڈ کیجیے

اگر آپ اپنی وال، پیج یا گروپس میں میری شاعری پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی سہولت کے لیے یہ میری تمام کتب کی تازہ ترین ٹیکسٹ فائلیں موجود ہیں۔ یوں ایک تو آپ کو ٹائپنگ کی زحمت نہیں کرنی پڑے گی۔ دوسرے یکساں اور تازہ ترین متن دستیاب ہو گا۔

حسب فرصت ملاحظہ کیجیے۔

لیلیٰ	http://SQais.com/QaisLaila.html
دِسمبر کے بعد بھی	http://SQais.com/QaisDecember.html
تتلیاں	http://SQais.com/QaisTitliyan.html
عید	http://SQais.com/QaisEid.html
غزل	http://SQais.com/QaisGhazal.html
عرفان	http://SQais.com/QaisIrfan.html
انقلاب	http://SQais.com/QaisInqilab.html
وُہ اِتنا دِلکش ہے	http://SQais.com/QaisDilkash.html
نمکیات	http://SQais.com/QaisNamkiyaat.html
نقشِ ہفتم	http://SQais.com/QaisNaqsh.html
اِلہام	http://SQais.com/QaisIlhaam.html
شاعر	http://SQais.com/QaisShayer.html
ایک شعر	http://SQais.com/QaisShair.html
ایک سواسی	http://SQais.com/Qais180.html

چٹکی بھر زَہر پہ بھی چُنگی لگا دی جائے

(قابیل آباد کی صوبائی وِزارتِ خزانہ)

چُٹکی بھر زَہر پہ بھی چُنگی لگا دی جائے
خودکُشی کرنے کی لاگت بھی بڑھا دی جائے

ہر پرندے سے ’’ اُڑن ٹیکس ‘‘ نکلواؤ میاں
مچھلی کو مفت نہانے پہ سزا دی جائے

تم جہاں پیدا ہُوئے، جِزیہ ہے "سب" پر لاگو
بات اَذاں دینے سے پہلے یہ بتا دی جائے

کون اِنسان ہے کھاتوں سے یہ معلوم کرو
بے لگانوں کی تو بستی ہی جلا دی جائے

آرزُو گروی جو رَکھوائے ، پیالہ بھر دو
وَرنہ روٹی کسی کتے کو کھلا دی جائے

چیخنے والوں سے محصول کیا جائے وُصول
مفت رونے پہ بڑی جیل دِکھا دی جائے

بجلی اَرمانوں پہ گرنے کا بہت کہتا ہے
قیسؔ کو بجلی کی پرچی تو بنا دی جائے

خون میں اَشک ملاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

(یکم مئی: یومِ مزدور: اِنقلاب)

خون میں اَشک ملاتے ہُوئے مر جاتے ہیں
کام پر جان لڑاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

آسماں تکتے ہیں کچھ دیر کو نم آنکھوں سے
اور پھر رِزق کماتے ہُوئے مر جاتے ہیں

چھت بھی برسات میں رو پڑتی ہے غم پر اُن کے
گھر جو ہم سب کے بناتے ہُوئے مر جاتے ہیں

لہلہاتی ہُوئی فصلوں کے کئی پالن ہار
رِزق کی قسطیں چکاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

ہائے اَفسوس کہ دَلدل میں بقا کے مزدُور
عمر بھر ہاتھ چلاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

صُور کو تکتا ہے حسرت سے فرشتہ کوئی
لوگ جب روٹی چراتے ہُوئے مر جاتے ہیں

اِنقلاب آئے گا، مزدُور اِسی سوچ میں قیسؔ
عمر بھر نعرے لگاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

اس کتاب کا مکمل متن حاصل کریں

اگر آپ اپنی وال، پیج یا گروپس میں یہ شاعری پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی سہولت کے لیے اس کتاب کی تازہ ترین ٹیکسٹ فائل موجود ہے۔ یوں ایک تو آپ کو ٹائپنگ کی زحمت نہیں کرنی پڑے گی۔ دوسرے یکساں اور تازہ ترین متن دستیاب ہو گا۔

اِنقلاب از شہزاد قیسؔ

SQais.com/QaisInqilab.html

دِل دَھڑکنے پہ بھی پابندی لگا دی جائے

(قابیل آباد کی وِزارتِ داخلہ)

دِل دَھڑکنے پہ بھی پابندی لگا دی جائے
لاش اِحساس کی سُولی پہ چڑھا دی جائے

جاں بچانے کا پتنگوں کی بہانہ کر کے
شمع جلنے سے بھی کچھ پہلے بجھا دی جائے

روز خود سوزِیوں سے اُٹھتی ہے ہم پر اُنگلی
خود کشی جو کرے گردَن ہی اُڑا دی جائے

لوگ خوشبو کے تعاقب میں نکل پڑتے ہیں
پھول پر دیکھتے ہی گولی چلا دی جائے

سانس لینے کے بھی اَوقات مقرر کر کے
حَبس دَر حَبس کو دوزَخ کی ہَوا دی جائے

کام تحریر مٹانے کا بہت بڑھنے لگا
نعرے لکھے ہوں تو دیوار گرا دی جائے

جبرِ حالات سے ہر شخص کو مجنوں کر کے
بھیڑ میں قیسؔ کی آواز دَبا دی جائے

خود پرستوں کا بھی کچھ نقصان ہونا چاہیے

خود پرستوں کا بھی کچھ نقصان ہونا چاہیے
دیوتاؤں کو بھی اَب قربان ہونا چاہیے

ذات، مذہب، رَنگ، ملک و قوم چاہے کچھ بھی ہو
آدمی کو کم سے کم اِنسان ہونا چاہیے

ظلم پر حیرت نہ ہونا اِنتہائے ظلم ہے
دوستو ہر ظلم پر حیران ہونا چاہیے

گُل مسل کر باغباں سے عشق کا دعویٰ نہ کر
آدمی سے عشق تو ایمان ہونا چاہیے

پالنے والا ہمارا اِمتحاں مقصود ہے
تو خطاؤں کا بھی کچھ سامان ہونا چاہیے

موت بہتر نہ لگے جس سے کسی بھی حال میں
زِندگی کو اِتنا تو آسان ہونا چاہیے

دَر سے دَرویشوں کے ہم نے بس یہی سیکھا ہے **قیسؔ**
اہلِ حق کو دَرد کا دَرمان ہونا چاہیے

لاش پر گولی محبت سے چلا دی جائے

(قابیل آباد کی وِزارتِ جبر)

لاش پر گولی محبت سے چلا دی جائے
آرزُو دار پہ تا مرگ چڑھا دی جائے

ڈھانپ دو غم کے گھنے اَبر سے نُورِ خورشید
اَندھی ملکہ کے لیے شمع جلا دی جائے

سر کے جگنو کی سَرِ شام لگا کر بولی
وَحشتِ شب کو تسلی سے ہَوا دی جائے

دیپ روشن نہ کرے کوئی اِجازَت کے بغیر
ہتھکڑی گھر کے چراغاں پہ لگا دی جائے

قتل کو روکنا ترجیح نہیں حاکم کی
کم سے کم وَقت پہ دیت تو اَدا کی جائے

چار مظلوم کہیں یکجا نہ ہونے پائیں
تعزیت کرنے پہ تعزیر لگا دی جائے

مجنوں بننے کے سِوا **قیسؔ** کوئی رَستہ کہاں
جب غزل مرحبا کہتے ہی بھُلا دی جائے

چوٹ کھا کر سنبھل نہیں سکتا

چوٹ کھا کر سنبھل نہیں سکتا
کرچیوں پر جو چل نہیں سکتا

فاختہ سے وَفا کا دعویٰ ہے
سانپ کا سر کچل نہیں سکتا

دائرے میں ترقیوں کا سفر
اَپنی قسمت بدل نہیں سکتا

ایک جنت یہاں بھی ہو گی ضَرور!
ہر کوئی تو بہل نہیں سکتا

زَہر تنخواہ سے خریدوں گا
اِس سے چولہا تو جل نہیں سکتا

عدل کے شجرِ طیبہ کی قسم
ظلم کا پھول ، پھل نہیں سکتا

اَپنے ہاتھوں سے رِزق دے مولا!
قیسؔ ٹکڑوں پہ پل نہیں سکتا

کارخانوں کو بچاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

(فیکٹری میں زِندہ جل جانے والوں کے نام)

کارخانوں کو بچاتے ہُوئے مر جاتے ہیں
پیٹ کی آگ بجھاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

بال کھولے ہُوئے لیتی ہے قضا اُن کی جان
جو عزیزوں کو بچاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

رُوح کا کرب زَمانے کو دِکھانے کے لیے
جسم کو آگ لگاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

بے بسوں کے لیے بنتا ہے وِداع کا منظر
اَپنے جب ہاتھ ہلاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

سانس لیتے ہیں مگر اَصل میں اَکثر اَوقات
لوگ پیاروں کو دَباتے ہُوئے مر جاتے ہیں

جن کا چھن جائے سہارا وُہ اَگر بچ جائیں
غالباً اَشک بہاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

اہلِ زَر جان کا تاوان بھرا کرتے ہیں
قیسؔ ہم قرض چکاتے ہُوئے مر جاتے ہیں

نیا ایڈیشن ڈاؤن لوڈ کریں

چونکہ میں اپنی کتب اپ ڈیٹ کرتا رہتا ہوں اس لیے ہو سکتا ہے اس کتاب کا نیا ایڈیشن آ چکا ہو۔ ابھی اس لنک کے ذریعے نیا ایڈیشن ڈاؤن لوڈ کیجیے۔

SQais.com/QaisInqilab.pdf

زِندہ ضمیروں کا، سودا نہیں ہوتا

زِندہ ضمیروں کا ، سودا نہیں ہوتا
جو بِک رَہا ہو وُہ ، زِندہ نہیں ہوتا

جرأت نمو کی ہی ، پرواں چڑھاتی ہے
جو بیج بزدِل ہو ، پودا نہیں ہوتا

کردار فیصد میں ، ناپا نہیں جاتا
کردار یا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا

سلطان اور قائد ، میں فرق یہ بھی ہے
سچی قیادَت کا ، بچہ نہیں ہوتا

حق چھیننا سیکھو ، تم بھیک مت مانگو
حق پر مرے جو بھی ، مردہ نہیں ہوتا

تقدیر پر کوشش کی شرط لاگو ہے
تقدیر کا لکھا ، لکھا نہیں ہوتا

ہم کو محبت ہے ، کچھ قیسؔ سے وَرنہ
ہر شعر شاعر کا ، اَچھا نہیں ہوتا

آنکھ کی پتلی پہ بھی چوکی بنا دی جائے

(قابیل آباد کی وزارتِ اطلاعات)

آنکھ کی پتلی پہ بھی چوکی بنا دی جائے
سب کو سرکار کی عینک ہی لگا دی جائے

ذِہن کی جامہ تلاشی کا بنا کر قانون
سوچنے والوں کو موقعے پہ سزا دی جائے

چند "منظور شدہ" خوابوں کو کر کے تقسیم
رات بھر جاگنے پہ قید بڑھا دی جائے

آرزُو جو کرے دیوانوں میں کر دو شامل
خواب جو دیکھے اُسے جیل دِکھا دی جائے

آج سے قومی پرندہ ہے ہمارا طوطا
نسل شاہین کی چن چن کے مٹا دی جائے

تتلیاں دُور نکل جانے پہ اُکساتی ہیں
راتوں رات اِن پہ کوئی بجلی گرا دی جائے

عقل والوں کو ڈَراتے ہیں تو ڈَر جاتے ہیں
قیسؔ بن جانے پہ تعزیر لگا دی جائے

عمر اَشکوں میں کٹی اَب شاد ہونا چاہیے

عمر اَشکوں میں کٹی اَب شاد ہونا چاہیے
موت کر ہی دے گی ، خود آزاد ہونا چاہیے

قاضیء مِحشَر! تری مرضی ، ہماری سوچ ہے
ظالموں کو دُنیا میں برباد ہونا چاہیے

دُوسروں کے عیب گنوانا اَدَب سے دُور ہے
سب کو اَپنے کام کا نقاد ہونا چاہیے

خون سے خط لکھ تو لُوں پر پیار کے اِظہار کا
راستہ آسان تر ایجاد ہونا چاہیے

چاند پر جس نے پڑھا ہے نام اَپنے پیر کا
چاند پر جا کر اُسے آباد ہونا چاہیے

رُوح کے بے رَنگ اُفق پر ، رات بھر گونجی ندا
دِل پرندہ ، فکر سے آزاد ہونا چاہیے

ساتواں دَر " توڑنے " پر خون سے لکھا تھا **قیسؔ** :
" ہر سفر کا جانِ من اُستاد ہونا چاہیے "

رَہبرانِ گرامی آئے بہت

رَہبرانِ گرامی آئے بہت
وَقت نے مسخرے دِکھائے بہت

چڑھتے سورج کے کچھ پجاری دوست
آج کرتے ہیں ہائے ہائے بہت

صرف چِنگاریاں ہی پیدا ہُوئیں
گیت ، پتھر نے گنگنائے بہت

سائے کا کام پیچھے چلنا ہے
آدمی کوئی کوئی ، سائے بہت

چُلّو بھر اَشکوں کی ضَرورَت تھی
آبِ زَم زَم سے تو نہائے بہت

وَقتِ نمرود ! سلطنت کو تری
ایک مظلوم کی ہے ہائے بہت

ساتھ چھوڑا نہ ایک بھی غم نے
قیسؔ ہم نے دِیئے بجھائے بہت

یوں تو مُجرِم کی ہر اِک بات بھُلا دی جائے

(قابیل آباد کی وِزارتِ اِنصاف)

یوں تو مُجرِم کی ہر اِک بات بھُلا دی جائے
بے وَقوفی پہ مگر سخت سزا دی جائے

عَدل ہوتا رہے پر کوئی سزا نہ پائے
شعبدہ بازی کی تاریخ بڑھا دی جائے

قاضی بہرا ہو تو گونگے کو وَکالت دے کر
چار اَندھوں کو سماعت یہ دِکھا دی جائے

لوحِ گُم گشتہ میں ہر فیصلہ کر کے محفوظ
پڑھ کے تحریرِ شہنشاہی سنا دی جائے

حق مکرر سنے جانے کا ہے توہینِ قضا
اِعتراضات پہ تعزیر لگا دی جائے

اَپنے اَعمال پہ گڑ جائے زَمیں میں فی الفور
عَدل کی آنکھ سے گر پٹّی ہٹا دی جائے

عَدل کے فیصلوں میں پختگی آ جائے قیسؔ
اِک کٹہرے میں اَگر آگ جلا دی جائے

صبر کے زَہر میں بجھایا ہُوا

صبر کے زَہر میں بجھایا ہُوا
اَپنی میّت پہ ہُوں میں آیا ہُوا

آہ ! میں آگہی کے سرکس میں
آس کی ڈور پر چلایا ہُوا

آسمانوں کا ہاتھ سُورج پر
اور میں دُھوپ کا ستایا ہُوا

جسم کا پیڑ دَھوپ سے ٹُوٹ گرا
دَرد کی گرد میں نہایا ہُوا

عقل کا کیا بھروسہ کس پل ہو
ہے جُنوں میرا آزمایا ہُوا

مجھ کو لگتا ہے میرے بیچوں بیچ
اِک شہنشاہ ہے چھُپایا ہُوا

تین سو **قیسؔ** لڑتے ہیں مجھ میں
اور میں سب پہ جھنجھلایا ہُوا

اِس ملک کو گر باپ کی جاگیر کرو گے

اِس ملک کو گر باپ کی جاگیر کرو گے
تو صورَتِ حالات کو گھمبیر کرو گے

چاند اور ستارے کے وَطن میں ہے اَندھیرا
اِک ایٹمی طاقت کی یہ تشہیر کرو گے ؟

ایوانوں کی تسخیر تمھیں خیر مبارَک
بحرانوں کو کس دِن بھلا تسخیر کرو گے

ایوان میں بھی سوئے ہُوئے دیکھا ہے اَکثر
تم خاک مرے خواب کی تعبیر کرو گے

لاچاروں کے جب ہاتھ گریبان پہ ہوں گے
اُس وقت بھی کیا مانگ کے تقریر کرو گے ؟

دُنیا سے تو اِک اینٹ بھی لے جا نہیں سکتے
جنت میں محَل کس طرح تعمیر کرو گے

تبدیلی کا آغاز بھی بن سکتی ہے وُہ **قیسؔ**
حق بات اَگر خون سے تحریر کرو گے

سُورَج پہ اَشکِ عشق گرانا پڑا مجھے

سُورَج پہ اَشکِ عشق گرانا پڑا مجھے
بجھتا ہُوا چراغ جلانا پڑا مجھے

اِنسان کے ضمیر میں تھا حبس اِس قَدَر
تاریکیوں کو پانی پلانا پڑا مجھے

تم لوگ جھوٹے قصوں کے قلعے میں دَفن ہو
کاندھا ہلا ہلا کے بتانا پڑا مجھے

پہلے پہل کے خواب کی تعبیر کے لیے
پہلو نصیحتوں سے بچانا پڑا مجھے

دِل میں خدا مقیم تھا پر بات چیت کو
خود کو طرح طرح سے ہرانا پڑا مجھے

طوطا نگر میں حافظہ واحد اُصول تھا
تازہ خیال لکھ کے مٹانا پڑا مجھے

ہر چیز یوں نظام کے چنگل میں قید تھی
اَپنا لہو خرید کے لانا پڑا مجھے

اِک بے مثال جھوٹ کی سر کُوبی کے لیے
دو بار عہدِ ماضی میں جانا پڑا مجھے

غصے میں لات ماری جو کبڑے نظام کو
ہر پرزہ پھر صفر سے بنانا پڑا مجھے

دُہرا نہ سکی پھر وُہ کبھی اَپنے آپ کو
تاریخ کو تنوُّع پڑھانا پڑا مجھے

ٹُوٹے ہُوئے ستاروں سے ہر جھولی بھر گئی
ہلکا سا آسمان ہلانا پڑا مجھے

تقسیم منصفانہ وَسائل کی چل پڑی
تقدیر کو حساب سکھانا پڑا مجھے

اِک بے خطا وُجود نے جب جانور کہا
غصے سے اُس کو ہنس کے دِکھانا پڑا مجھے

بستی بَدَر کیا جو کسی اَفلاطون نے
اِک شہر شاعروں کا بسانا پڑا مجھے

کرتا نہیں تھا ہجر کے ماروں کا اِحترام
موسم کو تازِیانہ لگانا پڑا مجھے

سائے میں بیٹھے مانگتے تھے سائے کی دُعا
دیوار میں دَرخت اُگانا پڑا مجھے

تعلیم رُوکھی سُوکھی کی سب کو عزیز تھی
قارُون کا خزانہ دَبانا پڑا مجھے

موتی کی بھیک اُچھالی جو مکار سیپ نے
پانی پہ اُس کو چل کے دِکھانا پڑا مجھے

ٹھنڈی ہَوائیں عشق کی سب تک پہنچ گئیں
دو چار سو کا چولہا بجھانا پڑا مجھے

آنکھوں کا پانی مرتے ہی کاجل کی ریت پر
اِک جھیل کا جنازہ پڑھانا پڑا مجھے

مندر ، حرم ، کلیسا میں کچھ دیر تُو رہا
لیکن کِرایہ پورا چکانا پڑا مجھے

باہر تھی مجرموں کو کھلی چھٹی اِس لیے
زِنداں میں رات لوٹ کے آنا پڑا مجھے

روشن ضمیر ہونے کی یہ پہلی شرط تھی
اَپنے لبوں پہ تالہ لگانا پڑا مجھے

سب لوگ پہلے دیکھتے تھے کِس کا قول ہے
نہ چاہ کر بھی نام کمانا پڑا مجھے

رَستے تو باقی سارے ہی کھلتے چلے گئے
بس خود میں آرزُو کو جگانا پڑا مجھے

اَفسوس ! راہِ راست پہ لانے کے واسطے
اِنسان کو خدا سے ڈَرانا پڑا مجھے

کھائے گی اَگلی نسل ثمر اِس کا غالباً
اِنسانیت کا پیڑ لگانا پڑا مجھے

پوچھا گیا جو سب سے بڑا باغی کون ہے
دیمک کے سر پہ تاج سجانا پڑا مجھے

جعلی نمائندوں کی تھی بھرمار اِس قدَر
خود اَپنی اُنگلی تھام کے آنا پڑا مجھے

سنگلاخ نظریات کی اَندھی چٹان پر
حیرت کا پہلا قطرہ گرانا پڑا مجھے

ہر کم نظر سے معنی کا جگنو بچانے کو
اَلفاظ کا دَرخت جلانا پڑا مجھے

کُچھ پتلیوں پہ اُن کی حقیقت نہ کھل سکی
مجبوراً اُنگلیوں پہ نچانا پڑا مجھے

سنجیدہ محفلوں میں مدبر بڑوں کو **قیسؔ**
پسلی پہ چاقو رَکھ کے ہنسانا پڑا مجھے

حرفِ آخر

جب تلک لکھنے والا زندہ ہے
ہر غزل نا تمام ہے صاحب

میری تمام شاعری ایک دائمی طالب علم کی مسلسل سیکھنے کی جدوجہد ہے۔ اس ضمن میں کسی کلام میں تبدیلی یا منسوخی کا عمل ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ آپ کسی بھی پہلو میں کوئی نقص یا بہتری کی تجویز رکھتے ہوں تو میں تہہ دل سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ضرور لکھیے میں حتی الامکان اپنے بیان، اظہار، مطالب اور پیشکش میں بہتری لانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔

سانسوں میں بغاوت کا سُخن بول رہا ہے

سانسوں میں بغاوَت کا سُخن بول رہا ہے
تقدیر کے فرزَند کا دِل ڈول رہا ہے

اَفلاک کی وُسعت پہ تلاطُم ہی تلاطُم
شاہین اَبھی پرواز کو پر تول رہا ہے

چیتے کی گرج دار صدا ، قومی ترانہ
شیروں کا شروع سے یہی ماحول رہا ہے

پرواز کی قیمت پہ ملے رِزق تو لعنت
غیور پرندوں کا یہی قول رہا ہے

یہ چاند ہے کشکول نہیں حاکمِ کِشور
پرچم کو ذِرا دیکھ یہ کچھ بول رہا ہے

اِنسان ہی ہر چیز سے سستا ہے جہاں میں
اِنسان ہی ہر دور میں اَنمول رہا ہے

چپ چاپ ہے **قیس**ؔ آج بھی تاریخِ ندامت
اِنکارِ جُنوں کانوں میں رَس گھول رہا ہے

ہو کُور رَنگی تو رَنگیں گُلاب جھُوٹا ہے

ہو کُور رَنگی تو رَنگیں گُلاب جھُوٹا ہے
وَطن میں اَندھوں کے ہر آفتاب جھُوٹا ہے

ہم اِس کو ہُو بہُو رَٹ کر بھی ہار جائیں گے
ہمارے عہد کا سارا نصاب جھُوٹا ہے

اَگر اُصول ہے چوروں کا بادشاہ ہو چور
تو جھُوٹی قوم کا ہر اِنتخاب جھُوٹا ہے

خطیبِ شہر نے عربی میں جھوٹ بولا ہے
کہوں میں اُردو میں کیسے خطاب جھُوٹا ہے

تلاشِ عمر کے بعد آج اِنکشاف ہُوا
"زَمیں پہ عدل" کا دِلکش سراب جھُوٹا ہے

نظامِ فطری میں ہر چیز رَفتہ رَفتہ بڑھے
اَگر یہ سچ ہے تو ہر اِنقلاب جھُوٹا ہے

کہا زَمینی حقائق نے تھپتھپا کے قیسؔ
حُضور جاگ بھی جائیں یہ خواب جھُوٹا ہے

لال، پیلی، سبز، کالی ٹوپیاں

لال ، پیلی ، سبز ، کالی ٹوپیاں
ایک اَصلی ، چار جعلی ٹوپیاں

ٹوپیاں سیتا ہے ہر اَور َنگ زیب
قوم کو پہنانے والی ٹوپیاں

دِن میں اِک دُوجے کی بنتی ہیں رَقیب
ہم نوالی ، ہم پیالی ٹوپیاں

نالیوں، سڑکوں کی ٹوپی کچھ کے پاس
اور کچھ ہیں ہسپتالی ٹوپیاں

صرف ہم پر ہے عیاں اَپنا وَقار
ہم نے پہنی ہیں خیالی ٹوپیاں

اُبلے آلو تک ہمیں لے جائیں گی
ایک دِن کچھ لااُبالی ٹوپیاں

سوچنا ہے سب سے مشکل کام **قیسؔ**
اِس لیے ہیں سب کی خالی ٹوپیاں

زَخم کی بات نہ کر زَخم تو بھر جاتا ہے

زَخم کی بات نہ کر زَخم تو بھر جاتا ہے
تیر لہجے کا کلیجے میں اُتر جاتا ہے

موج کی موت ہے ساحل کا نظر آ جانا
شوق کترا کے کنارے سے گزر جاتا ہے

مندَروں میں بھی دُعائیں تو سنی جاتی ہیں !
اَشک بہہ جائیں جدھر، مولا اُدھر جاتا ہے

غالبا تخت پہ جنات کا سایہ ہو گا !
کچھ تو ہے ہر کوئی آتے ہی مکر جاتا ہے

"ایسی" باتیں جو "اَکیلے" میں نہ "دیوانہ" کرے
بادشہ وُہ بھرے دَربار میں کر جاتا ہے

گر نہ لکھوں میں قصیدہ تو ہے تلوار اَقرب
سر بچا لوں تو مرا ذوقِ ہنر جاتا ہے

قیسؔ ! گر آج ہیں زِندہ تو جنوں زِندہ باد !
سوچنے والا تو اِس دور میں مر جاتا ہے

ہر لوحِ جبیں پر نہیں تحریر، مقدر

ہر لوحِ جبیں پر نہیں تحریر ، مقدر
جو چاہیں لکھا کرتے ہیں تقدیر ، قلندر

مٹھی سے کوئی آ کے نکالے تو نکالے
تا مرگ تو رَکھتے نہیں شمشیر ، دِلاوَر

گو خواب ہیں اِلہامِ اِلٰہی کے سخی بیج
اِنسان کی محنت سے ہے تعبیر ، تناوَر

ہاتھوں پہ لکیروں کا تو معنی ہی یہی ہے
بندے تری مٹھی میں ہے تسخیر ، مقدر

اِنسان کا اِشراف فرشتے پہ رہے گا
جب تک ہے اِسے عشق سا اِکسیر ، میسر

شہرت ہے کنیز آج بھی باظرف قلم کی
اَپنی کبھی کرتے نہیں تشہیر ، سمندر

ہر رَنگ فروش آخری فن کار بنے **قیسؔ**
رَنگوں سے اَگر ہوتی ہو تصویر ، اُجاگر

آرزوئے بہشت بھی کرتا

آرزوئے بہشت بھی کرتا
زِندگی سے ہی دِل نہیں بھرتا

غیر صادِق بقول قرآں کے
موت کی آرزو نہیں کرتا

سانپ نے شَہد کا سہارا لیا !
کوئی اَب زہر سے نہیں مرتا

جبر کی جان جاتی ہے اُس سے
جان جانے سے جو نہیں ڈَرتا

پیٹ بھر سکتا ہے سمندر کا
لالچی شخص کا نہیں بھرتا

خون جس کی گواہی دیتا ہے !
وُہ عقیدہ کبھی نہیں مرتا

اَپنے آقا کو اُس نے جا کے کہا
قیسؔ کہتا ہے میں نہیں ڈَرتا

شِکنجے ٹُوٹ گئے، ” زَخم “ بدحواس ہُوئے

شِکنجے ٹُوٹ گئے ، ” زَخم “ بدحواس ہُوئے
سِتم کی حد ہے کہ اِہلِ سِتم اُداس ہُوئے

حساب کیجیے ، کتنا سِتم ہُوا ہو گا
کفن دَریدہ بدن ، زِندگی کی آس ہُوئے

کچھ ایسا مارا ہے شب خون ، اِبنِ صحرا نے
سمندروں کے سَبُو پیاس، پیاس، پیاس ہُوئے

خُدا پناہ ! وُہ کڑوا خِطاب رات سُنا
کریلے نیم چڑھے ، باعثِ مِٹھاس ہُوئے

ہر ایک فیصلہ ، محفوظ کرنے والو سنو !
جھکے ترازُو ، شَبِ ظلم کی اَساس ہُوئے

ہماری نسل بھی محرومِ اِنقلاب رہی
ہمارے شعر بھی کُتبوں کا اِقتباس ہُوئے

قبائے زَخمِ بَدن ، اَوڑھ کر ہم اُٹھے قیسؔ
جو شاد کام تھے ، مَحشَر میں بے لباس ہُوئے

غُرور بیچیں گے، نہ اِلتجا خریدیں گے

غُرور بیچیں گے ، نہ اِلتجا خریدیں گے
نہ سر جھکائیں گے ، نہ سر جھکا خریدیں گے

قَبول کر لی ہے ، دیوارِ چین آنکھوں نے
اَب اَندھے لوگ ہی ، رَستہ نیا خریدیں گے

پھر اُس "ہجُوم" کا ، قبلہ دُرست ہو کیسے
جو قبلہ بیچ کے ، قبلہ نُما خریدیں گے

خریدتے رہے ہم "سادہ پانی" گر یونہی
وُہ دِن بھی آئے گا ، ہم سب ہَوا خریدیں گے

ہمارے بازُو بھی گرتے ہیں ساتھ پرچم کے
تمہارے جیسے بھلا ہم کو کیا خریدیں گے

قسم اُصول کی کھائی ہے زِندگی کی نہیں
بقا کو جھکنا پڑا تو فنا خریدیں گے

عُدو کے سُورما روئیں گے اَپنی لاش پہ قیسؔ
ہم اَپنی جنگ سے وُہ مرتبہ خریدیں گے

سنگلاخ چٹانوں کی گھٹا دیکھ رَہا ہُوں

سنگلاخ چٹانوں کی گھٹا دیکھ رَہا ہُوں
دَھرتی پہ غضب ناک خدا دیکھ رَہا ہُوں

یہ زَلزلے کا جھٹکا ہے یا رَبّ نے کہا ہے
اِس شہر میں جو کچھ بھی ہُوا، دیکھ رَہا ہُوں

اِقرا کے مُبلّغ نے سَرِ عرش یہ سوچا
اَب تک میں جہالت کی فَضا دیکھ رَہا ہُوں

اِکراہ نہیں دین میں ، نہ جبر رَوا ہے
تلواروں پہ یہ صاف لکھا دیکھ رَہا ہُوں

اَوروں کی ہدایت کی دُعا مانگ رہے ہیں
کر سکتی ہے کیا کچھ یہ اَنا دیکھ رَہا ہُوں

کب تک کریں گے فیصلے بوسیدہ پرندے
بیداری کی اِک تند ہَوا دیکھ رَہا ہُوں

قیسؔ آخری وَقتوں کا خطرناک زَمانہ !
جیسا تھا بزرگوں سے سنا ، دیکھ رَہا ہُوں

اِنکشاف

نام قاتل کا سن کے "نامعلوم"
پیٹ پر ہاتھ رکھ کے لاش ہنسی

بند کمروں کی سیاست پہ خدا کی لعنت

بند کمروں کی سیاست پہ خدا کی لعنت
قوم سے مخفی خیانت پہ خدا کی لعنت

اَجنبی ہاتھ جسے رَقص پہ مجبور کریں
ایسی کٹھ پتلی قیادَت پہ خدا کی لعنت

آنکھ کے اَندھوں کی اُنگلی تو پکڑ سکتے ہیں
عقل کی اَندھی جماعت پہ خدا کی لعنت

ظلم کا بڑھتے چلے جانا ہے اَصلی توہین
اَصل توہینِ عدالت پہ خدا کی لعنت

عدل کی مسخ شدہ لاش سے آواز آئی
ظلم کے یومِ وِلادَت پہ خدا کی لعنت

اِنقلاب عقل بھی اِک عمر میں لا پاتی ہے
بے وَقوفوں کی بغاوَت پہ خدا کی لعنت

گھر یتیموں کے جو دو روٹیاں پہنچا نہ سکے
قیسؔ اُس لنگڑی رِیاست پہ خدا کی لعنت

معصوم بستیوں کو سمندر نگل گیا

معصوم بستیوں کو سمندر نگل گیا
سیلاب کا بھی زَور غریبوں پہ چل گیا

ریلے نے ہر مکان کو ہموار کر دِیا
اِک رات میں حویلی کا نقشہ بدل گیا

دَریا بہا کے لے گیا گڑیا کا کُل جہیز
اَفسوس، بے بسی کے سمندر میں ڈَھل گیا

چاول ، اَناج ، دالیں ، مربے ، اَچار ، گُڑ
اِک سال کا تھا رِزق جو پانی میں گَل گیا

مٹی کے کچھ کھلونے بھی مٹی میں مل گئے
ممتا کی آرزُو کا جنازہ نکل گیا

اے کاش جانور سبھی بن جاتے مچھلیاں
بے بس مویشی دیکھ کے پتھر پگھل گیا

پرکھوں کی آج ہم کو بہت یاد آئی قیسؔ
جن کی لَحَد بھی پانی کا ریلا نگل گیا

عقل جس کی خدا بڑھا دے گا

عقل جس کی خدا بڑھا دے گا
بات سننے کا حوصلہ دے گا

چند لوگوں کو، حشر میں غفار !
صبر کے جرم پر سزا دے گا

اُس کا نذرانہ دو گنا ہو گا
پیر گر عربی میں دُعا دے گا

بے حیائی کا یہ کھڑا پانی !
گھر کی بنیاد ہی ہلا دے گا

ساری دُنیا سے جیتنے والے !
تیرا بچہ تجھے ہرا دے گا

دائرہ آگہی کا چھوٹا رَکھ
علم تجھ کو لہو رُلا دے گا

صُور لے کر فرشتہ اِک دِن قیسؔ
اَمن کی بانسری بجا دے گا

بغاوت بھی سیاست تھی، یہ دِل پچھ اور سمجھا تھا

بغاوَت بھی سیاست تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا
اُسے جلسوں کی عادَت تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا

پڑھے لکھے کئی اِہلِ قلم اُس کے ملازِم تھے
وُہ خود خالِص جہالت تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا

عوام الناس کو جمہورِیت کی راہ پر لانا
شہنشاہی سیاست تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا

غریبوں کی بھلا تقدیر کوئی کب بدلتا ہے
یہ نعرہ ہی حماقت تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا

اُسے اِک "رویتِ قبلہ کمیٹی" فون کرتی تھی
وُہ کٹھ پتلی بغاوت تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا

بھنور کا کشتیوں کی پہلی صف کو نہ نگلنا بھی
سمندر کی شرارَت تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا

لڑائی اَصل میں دو ہاتھیوں کے دَرمیاں تھی قیسؔ
جنہیں مہروں کی حاجت تھی، یہ دِل کچھ اور سمجھا تھا

ہر ایک ہاتھ میں حق کا عَلم نہیں ہوتا

ہر ایک ہاتھ میں حق کا عَلم نہیں ہوتا
خدا کو ماننے سے کفر کم نہیں ہوتا

ملازمین کبھی خاندان ہوتے نہیں
حرم میں رِہنے سے اِہلِ حرم نہیں ہوتا

کوئی بھی روتا نہیں اَپنی موت پر چونکہ
پرائے لوگوں کے مرنے کا غم نہیں ہوتا

تم عقل والے یہ بن باس پھر سے کاٹو گے
جنونی شخص کا دُوجا جنم نہیں ہوتا

بہت سے لوگ ہیں مجبور پیٹ کے ہاتھوں
نہ جھوٹ بولیں تو کھانا ہضم نہیں ہوتا

جنابِ مجنوں کو اِحمق سمجھنا عقل نہیں
جو دُھن کا پکا ہو وُہ کم فہم نہیں ہوتا

بھلا دو لیلیٰ کو سنتے ہی رونے لگتا ہے
وَگرنہ قیسؔ پہ کیا کیا ستم نہیں ہوتا

چمن اُجاڑ کے قبریں سجانے والے لوگ

چمن اُجاڑ کے قبریں سجانے والے لوگ
یہ بھوکے ، ننگوں کی برسی منانے والے لوگ

یہ اَپنی پستی کا دَراَصل کرتے ہیں اِعلان
مَرے بزرگوں کے قصے سنانے والے لوگ

سلیم پر بھی کبھی کاش یہ اُٹھاتے ہاتھ
اَنار کلیوں پر اُنگلی اُٹھانے والے لوگ

ہے جبری شادی بھی بیٹی کو زِندہ دَفنانا
سمجھتے کیوں نہیں مرضی چلانے والے لوگ

یہ ذِہنی طور پہ ہندو ہیں منہ سے کچھ بھی کہیں
خدا کے نام پہ لاشیں جلانے والے لوگ

زَمانے والو سہارا سُخن وروں کا بنو
یہی ہیں سوچوں کا قبضہ چھڑانے والے لوگ

وُہ مجنوں ، مر کے بھی تاریخ کا حوالہ ہے
کہاں ہیں **قیسؔ** پہ پتھر اُٹھانے والے لوگ

منظر میں بھی منظر کے سِوا دیکھ رَہا ہُوں

منظر میں بھی منظر کے سِوا دیکھ رَہا ہُوں
پھٹ پڑنے کو ہے بندِ قبا دیکھ رَہا ہُوں

ششدر ہُوں کہ کوئی بھی پریشان نہیں ہے
سُورَج کو کئی دِن سے بجھا دیکھ رَہا ہُوں

مظلوم سروں پر ہے رَمق ایسے جنوں کی
اِنصاف کا سر تن سے جدا دیکھ رَہا ہُوں

رَب جانے کہاں جائیں گے اَب ظلِ اِلٰہی
ہر دار پہ میں ظلِ ہُما دیکھ رَہا ہُوں

شمشیر کمر پکڑے ہُوئے ہانپ رہی ہے
خنجر کا بدن سخت دُکھا دیکھ رَہا ہُوں

ہر شخص پریشان ہے ، ہر شخص برہنہ
یہ دُنیا ہے یا روزِ جزا دیکھ رَہا ہُوں

آنکھوں کا تو وُہ حال ہے اَب **قیسؔ** قسم سے
ہر چیز کے اَندر کا خلا دیکھ رَہا ہُوں

جو منظر ظلم کی تصویر ہے | کشمیر ہے

جو منظر ظلم کی تصویر ہے | کشمیر ہے
دِل بہت جس کے لیے دِلگیر ہے | کشمیر ہے

گولیوں سے چھلنی ہیں جس کے چنار | باغ و بہار
خون آلودہ جہاں اِنجیر ہے | کشمیر ہے

جس کی زَخمی وادیوں کے پاؤں میں | ہر گاؤں میں
جبر و اِستبداد کی زنجیر ہے | کشمیر ہے

جو پچھتر لاکھ میں بیچی گئی | اور بک گئی
آہ ! پوری قوم جو جاگیر ہے | کشمیر ہے

عالمی وعدوں کا ہے مدفن جہاں | اَندھا کنواں
طاقِ نسیاں کی جو خود تفسیر ہے | کشمیر ہے

حکمراں اَب بھی جہاں اَفواج ہیں | بے تاج ہیں
رات ڈَھلنے میں جہاں تاخیر ہے | کشمیر ہے

اور بھی ہیں مسئلے دُنیا میں **قیسؔ** | خطرے سے لیس
سب سے مہلک سب سے جو گھمبیر ہے | کشمیر ہے

آپ کا شکریہ

اتنے مصروف دور میں اس عاجزانہ کاوش کو چند لمحے دینے پر میں تہہِ دل سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ اپنے پسندیدہ شعر سے متعلق رائے دینے یا اپنے قیمتی مشوروں سے نوازنے کے لیے ضرور رابطہ کیجیے۔ سدا خوش رہیے۔ خدا حافظ

2017/08/23 7:12:33 شام

شہزاد قیسؔ ۔ لاہور